www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

میں موجود ہیں' کوئی بھی ایسی کتاب (حتیٰ کہ عربی زبان میں بھی) اس طرز پر دستیاب نہیں جو اس طور پر الفاظ قرآنی کی وضاحت کرے' لہٰذا مصنف کی اس سلسلے میں کاوش قابل صد تعریف ہے کہ اتنے دقیق ترین موضوع پر قلم اٹھا کر جہاں قرآن مجید کے اس پہلو کو بھی تشنہ تکمیل نہیں رہنے دیا وہاں بالکل ایک جدید طرز پر اپنی تحقیق پیش کی ہے اور ان سب خصوصیات پر یہ بات حاوی ہے کہ موضوع میں اتنی دقت وجدت کے باوصف انداز بیان اس قدر سادہ اور دل نشین ہے کہ معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی اس سے بجا طور پر استفادہ کر سکتا ہے۔

جیسا کہ کتاب کے عنوان سے ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ اس کتاب کا اصل موضوع بقول مصنف "اردو الفاظ کے تحت قرآن میں مستعمل تمام مترادف الفاظ کا ذیلی فرق پیش کرنا" ہے' عنوانات' اردو زبان کے حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیئے گئے ہیں' مصنف کا طریقہ کار یہ ہے کہ کسی اردو لفظ مثلاً "سامان" کا عنوان قائم کرنے کے بعد اس کے لئے جتنے الفاظ قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں' انہیں پہلے اجمالا بیان کرتے ہیں جیسے:

عرضٌ' متاعٌ' اَثَاثٌ' رَحلٌ' وِعاءٌ' جَهَازٌ' زَادٌ' اَسْلِحَةٌ' عُدَّةٌ' نَعْمَةٌ' رِيْشٌ' بِضَاعَةٌ' مَاعُوْنٌ' جِذْرٌ اور مَعَايِشُ)

پھر ان میں سے ہر ایک کا قرآن مجید میں جو محل و مقام ہے' اسے ذکر کرتے ہیں اور اس مقام سے مناسبت رکھنے والا معنیٰ واضح کرتے ہیں' پھر آخر میں لب لباب یا خلاصے میں تمام الفاظ کے درمیان ذیلی فروق بیان کرتے ہیں۔

اس کتاب کے فائدے کا عملی طور پر جائزہ لینے کے لئے راقم الحروف نے "سورۃ نٓ والقلم" کا انتخاب کیا' چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ "لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ" پر خواہش ہوئی کہ اردو کے عنوان "کاٹنا" کے لئے جو بھی مترادف الفاظ قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں' انہیں معلوم کیا جائے' چنانچہ معلوم ہوا کہ اس عنوان کے تحت قرآن مجید میں دس الفاظ آئے ہیں (حصد' صرم' قطّع' قطع' بتر' بتک' عض' خصد جز اور عقر) مصنف ان الفاظ کے قرآن مجید میں جو مقامات ہیں' درج کرنے کے بعد "ماحصل" میں لکھتے ہیں:

(۱) "حصد" پکی ہوئی کھیتی درانتی سے کاٹنا' (۲) "صرم" تیز دھار آلہ سے پھلوں کے گچھے کاٹنا' (۳) "قطع" کسی بھی چیز کو کاٹ کر جدا کرنا (۴) "قطّع" کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا' (۵) "بتر" جانور کی دم کاٹنا' مقطوع النسل ہونا (۶) "بتک" کان وغیرہ کاٹنا یا چیرنا (۷) "عض" دانتوں سے کاٹنا (۸) "خصد" درخت کے کانٹے کاٹنا اور صاف کرنا (۹) "جز" کسی سخت چیز کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا (۱۰) "عقر" کاٹ کر کاری زخم لگانا۔

پھر میں نے فرمان الٰہی "حَرْدٍ قادرين" کے بارے میں جاننا چاہا کہ حَرْدٍ کا مادہ نکال کر اردو عنوان "غصہ" معلوم کیا' جس کے تحت میری معلومات میں اضافہ ہوا کہ اس کے لئے قرآن مجید میں چار الفاظ سخط' غیظ' غضب حَرْدٍ استعمال ہوئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْحَمِيمِ ۔ (۴۴/۴۵-۴۶) جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔

۱۹۔ صَلْصَال، خشک اور پختہ مٹی سے کھنکنے کی آواز۔ اصل میں یہ صلال تھا۔ ایک لام ص سے بدل گیا۔ (مف) الصلال من الطین۔ خشک کھنکنی مٹی جو لوہے کی طرح بجے (منجد) صَلَّ المسمارُ۔ یعنی وہ آواز جو کسی چیز میں میخ یا کیل ٹھونکنے سے پیدا ہو (مف) ارشادِ باری ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (۱۵/۲۶) اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے۔

۲۰۔ قَارِعَة، قرع کے معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر مارنا (مف) اور قَرَعَ الْبَابَ معنی دروازہ کھٹکھٹانا (منجد) یعنی جب اس کے ایک پٹ کو دوسرے پٹ سے ٹکرا کر یا ہاتھ مار کر یا کسی اور چیز سے آواز پیدا کی جائے۔ قیامت کو اللہ تعالیٰ نے قارعۃ کہا ہے کہ اس وقت چیزیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر آوازیں پیدا ہوں گی۔ ارشادِ باری ہے:

اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ (۱۰۱/۲) کھڑکھڑا ڈالنے والی۔ کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی۔

ماحصل:

(۱) صوت۔ عام ہے۔ ہلکی ہو۔ بلند ہو۔ جاندار کی ہو بے جان کی ہو، بے معنی ہو یا بامعنی ہو۔
(۲) صَدّ: چیخنا چلانا یا کراہنا۔
(۳) صرخ: فریاد کی صورت چلانے کی آواز
(۴) هَمْس: انسان کی کسی بھی حرکت کی ہلکی سی آواز
(۵) حَسِيس: قدموں کی آہٹ کی طرح خفیف آواز
(۶) مكاء: سیٹی کی قسم کی آواز
(۷) تصدية: تالی کی قسم کی آواز
(۸) ضبح: دوڑتے وقت ہانپنے کی آواز
(۹) خوار: بچھڑے کی آواز
(۱۰) زفير: گدھے کے رینگنے کی ابتدا
(۱۱) شهيق: گدھے کے رینگنے کی انتہا
(۱۲) لهث: کتے کے ہونکنے کی آواز
(۱۳) رکز: مکھی بھنبھناہٹ جیسی ہلکی آواز
(۱۴) صيحة: بلند اور بے معنی آواز
(۱۵) صاخّة: کان پھوڑنے والی کرخت اور بلند آواز
(۱۶) تغيّظ: غیظ و غضب میں جھنجھلاہٹ
(۱۷) هدّ: دھڑام کی آواز
(۱۸) غلی: ہنڈیا کے ابلنے کی آواز
(۱۹) صلصال: پختہ مٹی کے کھنکھنے کی آواز
(۲۰) قارعة: کھڑکھڑانے کی آواز

۲۹۔ آہستہ آہستہ

کے لیے رُوَيْد (رود) رُخَاءً (رخو)، عُرْفَ، يُسْر، اسْتِدراج اور دَلّٰی کے الفاظ آئے ہیں اور ان تمام الفاظ میں آہستگی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

۱۔ رُوَيدا: الرَّوْد سے مشتق ہے اور اَرْوَدُ کا مصدر مصغر ہے۔ کہتے ہیں اِمشِ علی الرود آہستہ چلو۔ اور سَارُوا سَيْرًا رُوَيْدًا۔ وہ نرمی سے اور آہستہ آہستہ چلے اور اَرْوَدُ معنی اپنے کام میں آہستگی کرنے والا۔ نیز کہتے ہیں اَلدَّهْرُ اَرْوَدُ ذُوْ غِيَرٍ یعنی زمانہ چپکے چپکے کام کرتا رہتا ہے۔ پتہ نہیں لگنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبِ منجد کے نزدیک مال وغیرہ دے کر قید سے چھڑانا ہے۔ اور یہ رقم جو بطورِ معاوضہ دی جائے فِدْیَہ ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْھُمْ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُھُمْ۔ (۲/۸۵)

اور اگر وُہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آئیں تو بدلہ دے کر ان کو چھڑا بھی لیتے ہو۔ حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم پر حرام تھا۔

۱۲۔ دِیَۃٌ (ودی) وَدَی یَدِیْ وَدْیًا وَدِیَۃً بمعنی قاتل یا اس کے لواحقین کا مقتول کے لواحقین کو خون بہا ادا کرنا۔ اور اَوْدٰی بمعنی کسی کا ناجائز خون بہانا اور دِیَۃٌ وُہ مال ہے جو مقتول کی جان کے عوض قاتل یا اس کے ورثاء کی طرف سے دیا جاتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ وَّدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰٓی اَھْلِہٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا (۴/۹۲)

اور جو بھول کر بھی مومن کو مار ڈالے تو (ایک تو) ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور (دوسرے) مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے۔ الّا یہ کہ وہ معاف کر دیں۔

ماحصل:

(۱) بدل: بدلہ کے لیے عام لفظ، کم ہو یا زیادہ، اچھا ہو یا برا۔

(۲) ب: بالکل ویسی ہی چیز سے بدلہ دینا۔

(۳) عَدْل: اصل چیز کے متوازن اور متناسب بدلہ

(۴) اَجْر: طے شدہ بدلہ۔ خدمت کا عوضانہ۔

(۵) جَزَا: وُہ بدلہ جو کسی صورت کم نہ ہو۔

(۶) ثَوَاب: اچھے کام کا اچھا بدلہ۔

(۷) عِقَاب: بُرے کام کا بُرا بدلہ۔

(۸) وبال: مکافاتِ عمل کی صورت میں شدید گرفت۔

(۹) کَفَّارَۃ: گناہ کے دور کرنے کے لیے عوض یا بدلہ۔

(۱۰) قِصَاص: انسانی خون ناحق اور اعضاء و جوارح کا بدلہ۔

(۱۱) فِدْیَۃ: کسی کو مصیبت یا قید سے چھڑانے کا عوضانہ۔

(۱۲) دِیَۃ: قاتل یا اس کے لواحقین کا مقتول کے لواحقین کو خون بہا دینا۔

۳۰ — بدلہ دینا

کے لیے جزا، ثَوَّبَ اور اَثَابَ، عَذَّبَ اور دَانَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱،۲۔ جَزٰی کا بیان تو "بدلہ" (جزاء) اور اثاب اور ثَوَّبَ کا بھی "بدلہ" میں گزر چکا ہے۔ باقی عَذَّبَ اور دَانَ کی تفصیل یہ ہے:

۳۔ عَذَّبَ: عَذَبَ بمعنی سخت پیاس کی وجہ سے کھانا چھوڑ دینا اور عَذُبَ کے معنی میٹھا اور خوشگوار مشروب یا کھانا اور مَآءٌ عَذْبٌ کے معنی ٹھنڈا اور خوشگوار پانی اور اَعْذَبَ بمعنی میٹھے پانی پر پہنچنا (مف منجد) لیکن یہ لفظ باب تفعیل میں جا کر اپنے بنیادی معنی چھوڑ دیتا ہے اور عَذَّبَ بمعنی سخت تکلیف یا سزا دینا یا عذاب دینا ہے۔ ابو ہلال اس کی تعریف "اَلْاَلَمُ الْمُسْتَمِرُّ" (یعنی ثابت و برقرار رہنے والا دکھ) سے کرتے ہیں (فق ل ۱۹۸) ارشادِ باری ہے:

وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ

اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں، عذاب نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر آتا ہے۔ (۶۴/۳)

دوسرے مقام پر فرمایا:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا (۳۰/۳۰) — ۱۔ خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کیے رہو) ۲۔ وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو۔ (عثمانیؒ)

۴۔ فَجَرَ: کسی چیز کو وسیع پیمانے پر پھاڑنا۔ اور فَجر (پو پھٹنے کا وقت) کو اسی لیے فجر کہتے ہیں کہ وُہ سارے اُفق پر نمودار ہوتی ہے۔ اور فجور بمعنی دین کے احکام کی دیدہ دلیری سے پردہ دری کرنا۔ اور اسی سے فاجر اور فجّار ہے (مف) اور فَجَرَ اور فَجَّرَ کے معنی اسی لحاظ سے پانی کو وسیع علاقے تک چلانا یا جاری کرنا کے بھی آتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا (۹۰/۱۷) — اور کافر کہنے لگے کہ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری کر دو۔

اور فَجّرَ کا لفظ صرف "پانی بہانے کے لیے دور تک راستہ کھولنا کے معنوں میں آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا (۱۸/۳۳) — اور ہم نے ان دونوں (باغوں) کے درمیان ایک نہر جاری کر رکھی تھی۔

۵۔ مَخَرَ: پانی کے کٹاؤ اور چیر پھاڑ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں مَخَرَ الْمَاءُ الْاَرْضَ بمعنی پانی کا زمین کو چیرنا پھاڑنا اور اس میں چکر لگانا۔ اور مخر السفینۃ بمعنی کشتی کا اپنے سینہ سے پانی کو چیرنا اور پھاڑنا۔ اور آواز پیدا کرنا۔ اور ماخر اس کشتی کو کہتے ہیں جو پانی کو پھاڑے اور اس میں آواز پیدا کر دے (م۔ ل) اور ماخر کی جمع مَوَاخِر آتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ (۱۶/۱۴) — اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔

۶۔ شَقَّ: کسی سخت چیز کا پھاڑنا۔ قرآن میں اس کا استعمال آسمان، زمین، چاند اور پتھر جیسی بڑی اور سخت چیزوں کے پھٹنے پر ہوا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا (۸۰/۲۶) — پھر ہم نے ہی زمین کو چیرا پھاڑا۔

۷۔ فلق
۸۔ فرق: الفلق اور الفرق دونوں قریب المعنیٰ ہیں۔ اور دونوں میں دو باتیں بنیادی طور پر پائی جاتی ہیں۔ (۱) پھٹنا اور (۲) الگ ہونا۔ اور سر کے بالوں کے درمیانی حصہ یعنی مانگ کو فَرق بھی کہتے ہیں اور فِلق بھی۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ ایک مقام پر فرمایا:

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ (۲/۵۰) — جب ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا تو تم کو تو نجات دی اور فرعون کی قوم کو غرق کر دیا۔

اسی واقعہ کو دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴ — جُھکانا

کے لیے خَفَضَ[۱]، غَضَّ[۲]، رَکَعَ[۳] اور نَکَسَ[۴] کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ خَفَضَ: بمعنی جھکانا۔ پست کرنا (اور اس کی ضد رَفَعَ ہے۔ بمعنی اُوپر اُٹھانا۔ بلند کرنا) خَفَضَ ظاہری اور معنوی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ خافض اور رافع دونوں اللہ تعالیٰ کے نام یا صفات بھی ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (۱۷/۲۴) — اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیازمندی سے (عثمانیؒ)

۲۔ غَضَّ: نظر جھکا لینے یا آواز کو پست کرنے سے مخصوص ہے (م۔ق) ارشادِ باری ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (۲۴/۳۰) — مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔

۳۔ رَکَعَ: بمعنی بدن کو جھکانا، سر کو خم کرنا، خمیدہ پشت ہونا (مف) کنایۃً نماز ادا کرنا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ (۷۷/۴۸) — اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکو تو جھکتے نہیں۔

۴۔ نَکَسَ: بمعنی اوندھا کرنا۔ اور نَکَسَ رَأْسَهُ کے معنی سر جھکانا۔ سرنگوں ہونا۔ شرم و ندامت سے سر جھکا لینا اور تَنَکَّسَ الْعَلَمُ بمعنی جھنڈا کا سرنگوں ہونا (منجد) ہے اور اِنْتَکَسَ بمعنی سر کے بل گرنا۔ اور نُکِسَ عَلٰی رَأْسِهٖ محاورہ ہے بمعنی لاجواب ہو کر ندامت سے سر جھکا لینا۔ ارشادِ باری ہے:

ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ (۲۱/۶۵) — پھر (شرمندہ ہو کر) سر نیچا کر لیا (اس پر بھی ابراہیمؑ سے کہنے لگے کہ) تم جانتے تو ہو کہ یہ بولتے نہیں۔

ماحصل: (۱) خَفَضَ: جھکانے یا پست کرنے کے لیے عام لفظ۔

(۲) غَضَّ: نظر اور آواز کے لیے۔

(۳) رَکَعَ: بدن کو جھکانے اور خمیدہ پشت ہونے کے لیے۔

(۴) نَکَسَ: عَلٰی رَأْس لاجواب ہو کر ندامت سے سر ڈال دینا۔

۲۵ — جھگڑنا

کے لیے شَجَرَ[۱]، تَنَازَعَ[۲]، حَاجَّ[۳]، جَدَلَ[۴]، مَارَ[۵] (مری) خَصَمَ[۶]، لَدَّ[۷] اور تَشَاکَسَ[۸] کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ شَجَرَ: جھگڑنا اور اختلاف کرنا (مف) بحث کرنا مختلف فیہ ہونا (منجد) اختلاف رائے کی بنا پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملے ہوئے ہوں تو یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ (۵۵/۳۵)
(اے جنّ و انس) تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔

۳۔ **يَحْمُوْم**: حَمَّ کے بنیادی معنوں میں سے ایک معنیٰ سیاہ ہونا بھی ہے (م ل) اور حُمَّة بمعنی کوئلہ۔ راکھ اور آگ میں جلی ہوئی ہر شے (منجد) اور يَحْمُوْم ایسے دھواں کو کہتے ہیں جو گرم بھی ہو اور سیاہ اور غلیظ بھی۔ ارشادِ باری ہے:

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَا اَصْحٰبُ الشِّمَالِ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ (۵۶/۴۲)
اور بائیں والے، کیسے ہوں گے بائیں والے؟ وہ آگ کی لپٹ اور گرم پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔

ماحصل: (۱) دُخَان: کا لفظ عام ہے (۲) نُحَاس: تانبے جیسے رنگ کے آگ کے سُرخ دھوئیں کو۔ اور (۳) يَحْمُوْم: سیاہ رنگ کے غلیظ دھوئیں کو کہتے ہیں۔

۲۸ ــــــ دُھوپ

کے لیے شَمْس، ضُحٰی اور حَرّ اور حَرُوْر کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ **شَمْس**: بمعنی سورج کی ٹکیہ بھی اور دھوپ بھی۔ شَمَسَ يَوْمُنَا بمعنی دن کا دُھوپ والا ہونا۔ ابر آلود نہ ہونا (مف) اور شَمَّسَ بمعنی کسی کو دُھوپ میں رکھنا۔ اور شَمْس سے جب دُھوپ مراد ہو تو یہ کسی وقت کی بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم اس سے عموماً شدّت کی دُھوپ اور اس کی گرمی ہی مراد لی جاتی ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا۔ (۷۶/۱۳)
وہ (جنتی لوگ) اس (جنّت) میں نہ دھوپ (کی حدّت) دیکھیں گے اور نہ سردی کی شدّت۔

۲۔ **ضُحٰی**: بمعنی سورج کے چڑھ کر اُوپر آنے اور دُھوپ کے پھیل جانے کا وقت۔ چاشت کا وقت اور اس وقت اور اس وقت کی دھوپ دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا۔ (۷۹/۲۹)
اور اسی نے رات تاریک بنائی اور (دن کو) دھوپ نکالی۔

۳۔ **حَرّ**: حَرّ اور حَرَارَت بمعنی گرمی اور گرمی کا وقت۔ چونکہ گرمی کے وقت کا تعلق سورج اور دھوپ کی حدّت سے ہے لہٰذا دوپہر کی سخت دُھوپ کو بھی حَرّ کہتے ہیں اور گرم موسم کو بھی۔ قرآن میں ہے۔

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا (۹/۸۱)
اور وہ (دوسروں سے بھی) کہنے لگے، گرمی میں مت نکلو۔ ان سے کہدو کہ جہنم کی آگ اس سے بھی کہیں سخت گرم ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ (۵/۴) اور تمہارے لیے وہ شکار بھی حلال ہے جو ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہو جن کو تم نے سدھار رکھا ہے۔

ماحصل: (۱) عَلَّمَ: کسی کو کچھ سکھلانا اور تَعَلَّمَ بمعنی خود سیکھنا۔

(۲) تَلَقّٰی: القاء کے ذریعے سے کچھ سیکھنا۔

(۳) کَلَّبَ: شکاری جانوروں کو شکار کی تعلیم دینا۔ سکھلانا۔ سدھانا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۸/۵۷) نہیں دی۔

۵۔ بَیْتُ الْحَرَام
۶۔ بَیْتُ الْمُحَرَّم } قابل ادب واحترام گھر۔ قرآن میں ہے ؛

وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ (۵/۲) اور نہ ہی وُہ جو بیت الحرام کا قصد کرنے والے ہیں۔

اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ۔ (۱۴/۳۷) میں نے اپنی اولاد ایسے بنجر میدان میں، جو تیرے عزت والے گھر کے نزدیک ہے، لا بسائی ہے۔

۷۔ مَسْجِدُ الْحَرَام ؛ قابلِ عزت واحترام مسجد۔ بیت اللہ شریف۔ ارشاد باری ہے ؛

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی (۱۷/۱) پاک ہے وُہ ذات جس نے ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے لے کر مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی۔

۱۸۔۔۔۔کل

کے لیے اَمس اور غَد کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ اَمس : آج سے ایک دن پہلے گزرا ہوا دن۔ دیروز (YESTERDAY) اور اگر اعرابی حالت میں ہو تو اَلْاَمس بمعنی گذشتہ ایام میں سے کوئی دن (منجد) اور محاورتاً اَمس کا لفظ بول کر ماضی قریب کا زمانہ بھی مراد لیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَہٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُہٗ (۲۸/۱۰) تو ناگہاں وُہی شخص جس نے کل اُن (موسیٰ) سے مدد مانگی تھی پھر اُن کو پکار رہا ہے۔

اس آیت میں اَمس سے مراد کل کا گزرا ہوا دن ہے۔ اور آیت ذیل میں زمانہ ماضی قریب مراد ہے۔ ارشادِ باری ہے :

فَجَعَلْنٰہَا حَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ (۱۰/۲۴) تو ہم نے کاٹ کر اس (بستی) کو یوں کر ڈالا کہ گویا کل وہاں کوئی بستا ہی نہ تھا۔

۲۔ غَد : بمعنی آنے والا اگلا دن۔ فردا (TOMORROW) یہ لفظ بھی اَمس کی طرح آنے والے دن کے بھی اور زمانہ مستقبل قریب کے بھی معنی دیتا ہے۔ مثلاً درج ذیل آیت میں اس کا معنی آنے والا دن ہے۔

اَرْسِلْہُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ۔ (۱۲/۱۲) (اے باپ) کل اسے (یوسفؑ) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ خوب میوے کھائے اور کھیلے کودے۔

اور درج ذیل آیت میں غَد کا لفظ صرف مستقبل قریب کا ہی نہیں بلکہ اخروی زندگی کا معنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضدانات) ارشادِ باری ہے ؛

(۱) قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ۔ (۶/۱۴۴) — ان سے پوچھیے کیا اللہ نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادائیں ؛

(۲) لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ (۳/۳۶) — بیٹا (اس) بیٹی (مریم) کے برابر نہیں۔

(۳) لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ (۴/۱۱) — مرد کا حصّہ (وراثت) دو عورتوں کے برابر ہے۔

ماحصل : رَجُل ، اس وقت آتا ہے جب بہادری اور قوتِ مردمی کا اظہار مقصود ہو۔ اور اِمرءٌ جب مروّت اور انسانیت اور اخلاقی اقدار ظاہر کرنا ہو۔ اور اگر جنس کا اظہار مقصود ہو تو ذَکَر آتا ہے۔

مردود کے لیے دیکھیے "دھتکارنا" ——— مرنا کے لیے دیکھیے " مارنا۔ مرنا"

۲۲ ——— مزا

کے لیے ذائقہ۔ طَعْم۔ لَذَّة۔ هَنِّئا کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱- ذَائِقَة : ذَاقَ بمعنی چکھنا۔ لیکن یہ لفظ عموماً زبان سے مزا چکھنا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ذائقة بمعنی چکھنے والی قوت بھی ہے جو زبان میں ہوتی ہے۔ اور مزا اور ذواق اور مذاق مزا کے معنوں میں آتے ہیں (منجد) اس لفظ کا استعمال عام ہے۔ مادی معنوی ہر طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (۳/۱۸۵) — ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے۔

۲- طَعْم : طَعَم بمعنی غذا یا روٹی یا کھانا کھانا اور اس کھانے کے مزہ کو طَعْم کہتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے ؛

وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ۔ (۴۷/۱۵) — اس جنت میں دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا کبھی نہ بدلے گا۔

۳- لَذَّة ، لَذَّ بمعنی کسی چیز کا اچھے مزا والا ہونا یا لذیذ ہونا۔ اور لَذَّة بمعنی مزا کی خوشگواری۔ یا ایسا مزا جو طبیعت کو مرغوب ہو۔ خواہ یہ مزا میٹھا ہو یا نمکین، کھٹا ہو بلکہ اگر کڑوہ بھی طبیعت کو بھا جائے تو یہ لذیذ ہے۔ اور اس کا استعمال مادی اور معنوی دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے ؛

وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ (۴۷/۱۵) — اور جنت میں شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا ؛

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ (۴۳/۷۱) — اور جنت میں ہر وہ چیز موجود ہوگی جس کے لیے جی چاہے اور آنکھوں کو خوشگوار ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ وَعٰی: بمعنی کسی چیز کو تھیلی وغیرہ رکھ کر اس کا منہ بند کر دینا۔ اس کی حفاظت کرنا اور کچھ نکلنے نہ دینا (مف م ل) اور وِعَاء بمعنی بندھا ہوا سامان۔ ارشاد باری ہے:

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (۶۹/۱۲) تاکہ اس کو تمہارے لیے یادگار بنائیں۔ اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔

ماحصل: (۱) ذکر، یاد کرنا۔ رکھنا۔ آنا۔ دل میں یاد کرنا یا زبان سے یاد کرنا سب جگہ استعمال ہوتا ہے اور اس کا استعمال عام ہے۔

(۲) حفظ، کسی بات کو زبانی یاد کر لینا۔ دل میں محفوظ کرنا پھر اس کا دھیان رکھنا۔ اور بھلا نہ دینا۔

(۳) وعٰی: بمعنی یاد رکھنا اور اس میں کسی طرح کمی بیشی نہ ہونے دینا۔

۳ــــ یقین کرنا

کے لیے اَیْقَنَ۔ اِسْتَیْقَنَ اور ظَنَّ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَیْقَنَ، یقن بمعنی کوئی شک وشبہ باقی نہ رہنا (م۔ل) اور امام راغب کے نزدیک یقن بمعنی "کسی امر کو پوری طرح سمجھ لینے کے ساتھ ساتھ اس کے پایۂ ثبوت کو پہنچ جانے کے ہیں۔ اور اس کا درجہ معرفت اور درایت سے اُوپر ہے (مف) اور ابوالہلال عسکری کے نزدیک یقین کا درجہ علم سے بڑھ کر ہے۔ وُہ لکھتے ہیں "الیقین سکون النفس وثلج الصدر بما علم" (فق ل ۶۳) یعنی معلوم چیز پر دل کے سکون اور سینہ کی ٹھنڈک کا نام یقین ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (۲/۴) (مومنوں کی ایک صفت یہ ہے کہ) وُہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اور استیقن "کسی بات کا تجربہ کے بعد آہستہ آہستہ یقین ہونا" کے معنوں میں آتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ (۲۷/۱۳) پھر جب اُن کے پاس ہماری واضح نشانیاں آئیں تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔ اور انہوں نے (زبان سے) انکار کر دیا جبکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے۔

۲۔ ظَنَّ، دراصل قرائن وشواہد سے اندازہ کرنے اور گمان کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ اب یہ علامات و شواہد جتنے کمزور ہوں گے تو ظن اتنا ہی کمزور۔ اور جتنے قوی سے ہوں گے تو ظن اتنا ہی قوی ہوگا۔ اس صورت میں ظن قوی یقین ہی کا معنٰی دیتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ ظَنَّ کے بعد بالعموم اَنَّ یا اَنْ کا لفظ آتا ہے (مف) تفصیل "گمان کرنا" میں دیکھیے) ارشاد باری ہے:

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ (۲/۴۶) اور مومنوں کو خوشخبری دے دیجئے جو یقین رکھتے ہیں کہ وُہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ اُشْرِبَ حُبُّ الفلان: شَرِبَ بمعنی پینا۔ اور اُشْرِبَ بمعنی پلانا اور اُشْرِبَ حُبُّ الْفُلَانِ محاورہ ہے یعنی جب کسی کے دل میں کسی چیز کی محبت رچ بس جائے۔ بیٹھ جائے یا گھر کر جائے۔ قرآن میں ہے۔

وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ (۲/۹۳) اور ان کے دلوں میں بس بچھڑا ہی بسا ہوا تھا۔ (ت۔ق)

۸۔ شَغَفَ حُبُّهٗ: شَغَف دل کے پردہ یا جھلی کو کہتے ہیں۔ اور شَغَفَ بمعنی دل کے پردہ پر چوٹ لگانا۔ اور شَغَفَ حُبُّهٗ بمعنی محبت یا عشق جو دل پر چوٹ لگائے اور اسے بے قرار رکھے۔ قرآن میں ہے:

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا (۱۲/۳۰) اور شہر میں عورتیں گفتگو کرنے لگیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اور اس کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔

۹۔ اِشْتَعَلَ الرَّاْسُ: شُعْلة بمعنی آگ کی بھڑک۔ معروف لفظ ہے۔ اور اشْتَعَلَ بمعنی کسی کا غصہ سے بھڑک اٹھنا۔ اور اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا محاورہ ہے۔ بمعنی سر کے بالوں میں بڑھاپے کی سفیدی کا پھیل جانا۔ یعنی سر کے بال سفید ہونے لگنا جو عموماً داڑھی کے بالوں کے بعد سفید ہوتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا (۱۹/۴) زکریا نے کہا اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔

۱۰۔ ضَرَبَ عَلَی الْاُذُنِ: بمعنی کسی کو کانوں پر مارنا۔ لیکن محاورہ کے لحاظ سے اس کے معنی کسی کو کانوں پر تھپکی دے کر سلانا ہے۔ ارشاد باری ہے:

فَضَرَبْنَا عَلٰۤی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا (۱۸/۱۱) تو ہم نے انھیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال تک کے لیے گہری نیند سلا دیا۔ (ت۔ق)

۱۱۔ ضَرَبَ فِی الْاَرْضِ: لفظی معنی زمین میں مارنا یا زیادہ سے زیادہ پاؤں مارنا ہو سکتا ہے لیکن محاورہ میں اس کا مطلب ایسا سفر ہوتا ہے جو بامقصد ہو۔ ارشاد باری ہے:

وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (۷۳/۲۰) اور کچھ دوسرے جو خدا کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں۔

۱۲۔ مَغْلُوْلُ الْیَدِ: بمعنی "بخیل ہونا" تفصیل "بخل کرنا" میں غَلَّ کے تحت دیکھیے!

۱۳۔ جَآءَ مِنَ الْغَآئِطِ: بمعنی "قضائے حاجت سے واپس آنا" تفصیل "گڑھا" میں دیکھیے!

۱۴۔ قاب قوسین: بمعنی بہت نزدیک ہونا۔ انتہائی نزدیکی۔ تفصیل "نزدیک ہونا" میں قاب کے تحت دیکھیے۔

۱۵۔ نَبَذَ عَلٰی سَوَآءٍ: نبذ بمعنی کسی چیز کو درخور اعتنا نہ سمجھتے ہوئے پھینک دینا۔ پس پشت ڈال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ